محمد اسحاق بھٹی

ایک صحابی رسولؐ کا ارشاد

عن ابی موسیٰ قال ما اشکل علینا اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدیث قط فسالنا عائشہ الا وجدنا عندھا منہ علما۔ ھذا حدیث صحیح (جامع ترمذی۔ ابواب المناقب۔ باب فضل عائشہؓ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، کسی مسئلے کے متعلق کبھی جو مشکل پیش آئی، ہم نے اس کے بارے میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو اس مشکل کا حل ان کے پاس موجود تھا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ کا اصلی نام عبداللہ بن قیس تھا اور یمن کے قبیلہ اشعر سے ان کا تعلق تھا۔ عربوں میں بہت سے لوگ نام کے بجائے کنیت سے مشہور تھے، جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری کا نام بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ انھوں نے ابو موسیٰ یعنی کنیت سے شہرت پائی۔

ان کا شمار علاقہ یمن کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ قبول اسلام سے پہلے تجارت کرتے تھے اور عرب کے مختلف علاقوں میں ان کی آمدورفت رہتی تھی۔ ہر علاقے میں عزت و

احترام کا مقام حاصل تھا۔

قبول اسلام کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد جنگوں میں شرکت کی۔ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین کے نزدیک بھی بے حد تکریم کے حامل تھے۔ بعض علاقوں کے والی مقرر کیے گئے اور انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ انتظامی امور کو چلایا۔ ایک روایت کے مطابق ذی الحجہ ۴۴ ہجری میں وفات پائی۔ ایک روایت کی رو سے ۴۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ایک اور روایت میں سال ارتحال ۵۲ ہجری بتایا گیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یہ ارشاد جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ابتدائی سطور میں درج کیا گیا ہے' بالکل واضح ہے اور اس کے معنی و مفہوم میں کوئی گنجلک یا الجھاؤ نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی سمجھدار' انتہائی زیرک' نہایت عقل مند اور اونچے مرتبے کی عالمہ تھیں۔ اللہ نے ان کو اس درجے فراست سے نوازا اور فہم کی دولت سے بہرہ اندوز کیا تھا کہ صحابہ کی مقدس جماعت میں جب بھی علمی نوعیت کا کوئی اہم مسئلہ پیش آیا اور اس کے حل و کشود کے لیے حضرت عائشہؓ کے باب علم پر دستک دی گئی تو ان کے ذہن رسا نے لمحہ بھر میں صحیح صورت حال کو پالیا اور زبان نے اسے بیان فرمادیا۔

محدثین کا کہنا ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔ بعض اصحاب الحدیث کا ارشاد ہے کہ احکام شریعت کا چوتھا حصہ حضرت عائشہ سے منقول ہے۔ حضرت عائشہ فصاحت و بلاغت میں بھی ممتاز تھیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی موسیٰ بن طلحہؓ فرماتے ہیں۔

ما رایت احدا افصح من عائشته (ترمذی' ابواب المناقب' باب فضل عائشہ)

میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو فصیح الکلام نہیں دیکھا۔

یہی بات ایک دوسرے صحابی حضرت احنف بن قیس نے بیان کی ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر کا کہنا ہے کہ میں نے قرآن و حدیث' فقہ و تاریخ اور علم

انساب میں حضرت عائشہ سے بڑا عالم کسی کو نہیں پایا۔

سیرت کی کتابوں میں ان کے حالات میں بتایا گیا ہے کہ وہ علوم دینیہ کے علاوہ شعر و ادب، تاریخ اور طب میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔

اب ذیل میں چند ایسی باتیں بیان کی جاتی ہیں جن کی تعبیر میں حضرت عائشہؓ کا دوسرے صحابہ سے اختلاف منقول ہے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو کسی نے بتایا کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نحوست تین چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ عورت میں، مکان میں اور گھوڑے میں۔

حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: ابو ہریرہؓ نے آنحضرتؐ کی آدھی بات سنی۔ اور آدھی نہیں سنی۔ جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ اس وقت اپنی گفتگو کے پہلے الفاظ بیان فرما چکے تھے۔ وہ الفاظ یہ تھے کہ یہودی کہتے ہیں، نحوست تین چیزوں میں ہے، عورت میں، مکان میں اور گھوڑے میں۔! ابو ہریرہ نے "یہودی کہتے ہیں۔" کے الفاظ نہیں سنے، اس کے بعد کے الفاظ سنے اور وہ بیان کر دیے۔ (دیکھیے سیرت عائشہ صفحہ ۱۹۰ بحوالہ ابو داؤد طیالسی مسند عائشہ)

مطلب یہ کہ یہ اسلام کا نقطہ نظر نہیں کہ عورت، مکان اور گھوڑے میں نحوست ہے بلکہ یہ یہودیوں کا نقطہ نظر ہے۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ انھوں نے آنحضرتؐ سے مردوں کے سننے کے متعلق سوال کیا۔

آپؐ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں، لیکن جواب نہیں دے سکتے۔

حضرت عائشہ کو یہ بات پہنچی تو فرمایا: عمرؓ کو آنحضرتؐ کا فرمان سننے میں غلطی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مردے تم سے زیادہ سنتے ہیں، لیکن جواب نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ یہ قرآن کی نص کے خلاف ہے۔ قرآن میں ہے۔

انک لا تسمع الموتی (النحل:۸۰)

اے پیغمبر! آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔
دوسری جگہ ارشاد قرآنی ہے۔
ومانت بمسمع من فی القبور (فاطر:۲۲)
آپ انھیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔
حضرت عائشہ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کا فرمان قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا' اور یہ قرآن کے خلاف ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ گھر والوں کے رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے یہ روایت سنی تو ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے' آپ نے دیکھا کہ ایک یہودی عورت مری پڑی ہے اور اس کے رشتے دار اس پر رو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ لوگ رو رہے ہیں اور اسے عذاب ہو رہا ہے۔ آنحضرتؐ کا مقصد یہ تھا کہ یہ اپنے اعمال کی وجہ سے مبتلائے عذاب ہے' نہ کہ کسی کے رونے کی وجہ سے۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے:
ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (فاطر:۱۸)
کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک صاحب عظمت صحابی تھے۔ ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو نیا لباس زیب تن کیا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان جس لباس میں مرے گا اسی میں اٹھایا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا:
ابو سعید پر اللہ رحم کرے' لباس سے آنحضرتؐ کی مراد اعمال تھے۔

۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں' نہ نفل نہ سنت۔
حضرت عائشہؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا:

عمر کو وہم ہوا۔ آنحضرتؐ نے ان اوقات میں فقط اس صورت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص یہ خیال کر کے نماز نہ پڑھے کہ یہ سورج کے طلوع یا غروب کا وقت ہے ـــــــ یعنی اس سے آفتاب پرستی کا شبہ نہ ہو۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت نے ایک بلی باندھ دی تھی اور اس کو کچھ کھانے سے پینے کو نہیں دیتی تھی۔ بلی اسی حالت میں بھوک سے مر گئی، اور عورت کو اس بنا پر عذاب ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ ایک دفعہ حضرت عائشہ سے ملنے گئے تو انھوں نے فرمایا تم ایک بلی کے بدلے ایک عورت کے عذاب کی روایت بیان کرتے ہو۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ فرمایا: خدا کے نزدیک ایک مومن کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ ایک بلی کے لیے اس پر عذاب کرے۔ وہ عورت اس گناہ کے علاوہ کافرہ بھی تھی۔ (ابو داؤد طیالسی مسند عائشہ)

اس کے علاوہ ان کی فقاہت و فراست اور قرآن و حدیث کے فہم کے متعلق اور بھی بہت سی مثالیں کتب سیرت میں مرقوم ہیں، لیکن تفصیل میں جائے بغیر انھی چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ بڑی بہادر اور دلیر بھی تھیں۔ بعض جنگوں میں آنحضرتؐ کے ساتھ گئیں اور زخمی صحابہ کو پانی پلاتی اور ان کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔ متعدد دیگر صحابی عورتیں بھی جنگوں میں شامل ہوئیں اور انھوں نے زخمیوں کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔

اب ان مثالوں سے چند نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔

○ مسلمان خواتین کو تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے، علوم دینیہ و شرعیہ کے علاوہ دیگر علوم کی تحصیل بھی ان کے لیے ضروری ہے۔ خواتین کے والدین اور دوسرے حضرات پر بھی یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ انھیں زیور علم سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ جہاں قرآن و حدیث کے علوم میں دست گاہ رکھتی تھیں، وہاں علم انساب، علم تاریخ اور

علم طب سے بھی آگاہ تھیں۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر دور میں ہر علم کی حدود مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً ابتدائے اسلام سے کئی صدیاں بعد تک علم طب کی حدیں محدود رہیں، لیکن آہستہ آہستہ وقت و زمان کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کی حدود میں پھیلاؤ پیدا ہوا، اور موسموں کے تغیر اور آب و ہوا کی تبدیلی سے کئی قسم کی بیماریاں پھوٹیں اور پھر اسی نسبت سے طریق علاج اور ادویہ کے دائروں میں وسعت پیدا ہوئی۔ باقاعدہ شفا خانوں اور ہسپتالوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف امراض میں تخصص اور سپیشلائزیشن تک نوبت پہنچی۔ کوئی ڈاکٹر ناک کی بیماریوں کا سپیشلسٹ ہے، کوئی کان اور آنکھوں کی بیماریوں میں مہارت رکھتا ہے اور کوئی امراض قلب کے محاذ پر اپنے فن کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں مردوں کا میدان عمل میں نکلنا اور مختلف بیماریوں اور ان کے طریق علاج سے باخبر ہونا ضروری ہے، وہاں خواتین کو بھی طبی تعلیم سے آراستہ ہونے کی ضرورت ہے۔ خدمت خلق اور خدمت علم کا یہ بہت بڑا اور نہایت اہم شعبہ ہے۔ بنی نوع انسان کی صحت کا دارومدار اسی پر قائم ہے، اس کے حصول کے لیے کوشاں ہونا اور اسے اپنی زندگی کا نصب العین بنانا اسلامی اعتبار سے وقت کا بنیادی تقاضا ہے، جسے مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی مرکز توجہ بنانا چاہیے۔

○ موجودہ دور میں نرسنگ کی تعلیم خاص اہمیت اختیار کر گئی ہے، جس کا ابتدائی خاکہ عہد نبوت میں بصورت عمل سامنے آیا اور ہماری علمی تاریخ کا ایک مستقل باب بنا۔ عصر رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واقعات غزوات ہمیں بتاتے ہیں کہ بعض جنگوں میں ازواج مطہرات نے شرکت کی جن میں حضرت عائشہؓ کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ جگر گوشہ رسول حضرت فاطمۃ الزہراؓ بھی شریک ہوئیں، اور بہت سی صحابیات رضی اللہ عنھن نے شمولیت کی۔ ان پاک باز خواتین نے مجاہدوں کو پانی پلانے اور مجروحین کی مرہم پٹی کرنے کی خدمات سرانجام دیں۔

○ علوم و فنون کے وسعت پذیر دائرے میں ادب و شعر کو ہمیشہ پذیرائی

حاصل رہی ہے۔ عرب بالخصوص اس سے انتہائی قلبی تعلق رکھتے تھے اور ان کی مجالس شعر منعقد ہوتی تھیں، جن میں مختلف قبائل کے چیدہ شعرا شرکت کرتے اور اپنا کلام سناتے تھے۔ عربی ادب میں آج بھی ان کے اشعار کی دھوم ہے اور چودہ پندرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود وہ سلسلہ اشعار اب بھی تر و تازہ اور داخل نصاب ہے۔ دنیا بھر کے نصاب تعلیم میں یہ واحد مثال ہے کہ اتنے قدیم اور پرانے کلام کی پہلے کی طرح آج بھی اقلیم ادب پر حکمرانی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی زبان ایسی نہیں، جس کی صدیوں پرانی کتابیں داخل نصاب ہوں اور انھیں ادب کا حصہ سمجھا جاتا ہو۔

عہد رسالت کی بہت سی خواتین جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات ہونے کا شرف حاصل تھا' اپنے زمانے کے ادب و شعر سے کامل طور پر آشنا تھیں۔ ان میں خاندان نبوت کی خواتین بھی شامل تھیں۔

اب بھی مسلمان خواتین کو چاہیے کہ ادب و شعر سے رابطہ قائم کریں اور قائم رکھیں۔

○ فصاحت و بلاغت کے فن سے بھی صحابی عورتیں شناسا تھیں۔ چنانچہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہم نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ مطلب یہ کہ وہ میدان فصاحت میں اپنے عہد کے لوگوں سے بہت آگے تھیں اور انداز کلام نہایت فصیحانہ اور بلیغانہ تھا۔

یہاں بلاغت اور فصاحت کا مطلب بھی سمجھ لینا چاہیے۔

علم بیان و معانی کی رو سے بلاغت کا مطلب یہ ہے کہ کلام تمام عیوب سے مبرا اور مقتضائے حال اور ضرورت کے مطابق ہو' اور الفاظ مناسب اور واضح ہوں۔

فصاحت کے معنے یہ ہیں کہ کلام حشو و زوائد سے پاک ہو' غیر مانوس ترکیبوں کا اس میں عمل دخل نہ ہو' تحریر و تقریر میں مشکل اور دقیق الفاظ استعمال نہ کیے گئے ہوں۔ سب باتیں آسان اور قابل فہم اسلوب میں بیان کی گئی ہوں'

جسے سننے والا پکار اٹھے کہ خوش کلامی اور خوش بیانی اسی کا نام ہے۔

ہر دور کی مسلمان عورتوں کو فصاحت و بلاغت کے فن سے واقفیت پیدا کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔

○ تاریخ و انساب کو بھی ہمیشہ مستقل علم کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ انساب' نسب کی جمع ہے' یعنی مختلف خاندان اور ان کے نسب نامے اور شجرے کہاں سے چلے اور کن کن راہوں کو عبور کرتے ہوئے کہاں پہنچے اور کن سے ملے ہیں۔ یہ ایک بنیادی علم ہے جس کا تاریخ سے گہرا رابطہ ہے۔ تاریخی حالات' تاریخی واقعات' تاریخی معاملات اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جب کہ بیان کرنے والا ان لوگوں کے انساب و شجرات سے باخبر ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس سے باخبر تھیں۔

اس زمانے کے عرب باشندوں کی اکثریت علم سے زیادہ رسم و راہ نہیں رکھتی تھی۔ علاوہ ازیں کسی علم میں یہ پھیلاؤ اور وسعت بھی نہیں تھی جو ہم اب دیکھتے ہیں۔ علم کے دائرے محدود اور سکڑے ہوئے تھے۔ تاریخ کا علم بھی محض قبائل سے متعلق معلومات اور ان کے آباؤاجداد کے حالات سے تھوڑی بہت واقفیت اور ان کی بہادریوں کے قصے کہانیوں سے باخبر ہونے سے عبارت تھا۔ اور اس دور میں یہ بہت بڑی بات تھی۔ نہ مصنف' نہ کتابیں' نہ چھاپے خانے' نہ لائبریریاں' نہ کاغذ' نہ ادارے' نہ سکول' نہ مدرسے۔ ایسے حالات اور ماحول میں واقعات و تاریخ کے جو گوشے بھی علم و ادراک کی گرفت میں آجائیں' انھیں بہت ماننا چاہیے۔

حضرت عائشہ یا دوسری صحابیات سے متعلق تاریخ سے آگاہی کی جو باتیں کتابوں میں درج ہیں' ان سے یہ اساس متعین ہوتی ہے کہ خواتین کو علم تاریخ بھی حاصل کرنا چاہیے۔ اب تاریخ کئی حصوں میں منقسم ہے اور ہر حصہ اپنی جگہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ عالمی تاریخ' یورپ کی تاریخ' لڑائیوں اور جنگوں کی تاریخ' ایشیا کی تاریخ' اپنے ملک کی تاریخ' پھر ملک کی تاریخ کے بھی کئی حصے ہیں'

سیاسی تاریخ' اسلامی تاریخ' حکمرانوں کی تاریخ' مذہبی اور علمی تاریخ' الگ الگ جماعتوں' انجمنوں' اداروں اور درس گاہوں کی تاریخ' علما اور صوفیا کی تاریخ' شہروں اور قصبوں کی تاریخ۔ اس طرح تاریخ کا دامن بہت وسیع اور مختلف حصوں پر مشتمل ہے۔ اس سے اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق مردوں کے ساتھ ساتھ' عورتوں کو بھی دلچسپی لینا اور داد تحقیق دینا چاہیے۔ کسی علم پر کسی خاص گروہ یا خاص طبقے کی اجارہ داری نہیں ہے۔ ہر طبقے کا ہر شخص اور ہر گروہ کا ہر متنفس اس میں حصہ لے سکتا اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھا سکتا ہے۔

علوم کی ان چند اقسام کے علاوہ جن کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے' اور بھی بہت سے علوم ہیں' جن کے حصول کے لیے عورتوں کا ساعی ہونا ضروری ہے۔ بالخصوص مسلمان عورتوں کا اس طرف متوجہ ہونا ان کے مذہبی فرائض میں شامل ہے۔ مثلاً۔

○ قرآن کا علم۔ اس کے کئی پہلو ہیں۔ قراءت و تجوید' معانی و مطالب اور تفسیر و اصول تفسیر وغیرہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر بہت سی صحابیات و تابعات اس میں مہارت رکھتی تھیں' موجودہ دور کی خواتین کو بھی اسے مرکز فکر ٹھہرانا چاہیے اور اس علم سے خود بہرہ ور ہو کر دوسری خواتین تک اس کی روشنی پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

○ علم حدیث کے لیے مستعد ہونا بھی عورتوں کے فرائض میں شامل ہے۔ علم حدیث کے بھی کئی حصے اور کئی شعبے ہیں۔ الفاظ حدیث' کتب حدیث' مطالب حدیث' رجال حدیث' رواۃ حدیث' اقسام حدیث' اصول حدیث' شروح حدیث' مرتبین حدیث' جامعین حدیث وغیرہ۔

○ ایک بدرجہ غایت اہم علم اور ہے' وہ ہے علم فقہ۔ فقاہت' فراست' دانش' کا حصول ہر صاحب علم کے لیے لازم ہے۔ فقہیات کا میدان بھی بہت وسیع ہے۔ فقہ حنفی' فقہ مالکی' فقہ شافعی اور فقہ حنفی وغیرہ۔ یہ اہل سنت کی فقہ ہے۔ اس کے علاوہ شیعہ فقہ ہے' جس میں زیدی' اثنا عشری اور امامیہ فقہ وغیرہ شامل

ہے۔

یہ وہ علوم ہیں جن کا مختصر الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے حصول کے لیے تگ و تاز کرنا وقت کا اہم مسئلہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ تمام علوم ہر خاتون حاصل کرے۔ مطلب یہ ہے کہ ان علوم میں سے جو علم بھی حاصل کیا جا سکے اور جس کی طرف طبیعت راغب ہو' حاصل کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اسلامی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بے شمار عورتوں نے بہت سے علوم حاصل کیے اور دینی اور دنیوی اعتبار سے بلند مرتبے پر پہنچیں۔

اسلام کے موٹے موٹے دو حصے ہیں۔ ایک حصے کا نام عبادات ہے اور دوسرا حصہ معاملات کہلاتا ہے۔ ان دونوں حصوں پر عمل کے بارے میں مرد اور عورت کو مساوی درجہ دیا گیا ہے اور دونوں کو ایک ہی سطح پر رکھا گیا ہے۔ کسی کو کسی پر ترجیح یا فوقیت نہیں دی گئی۔ قرآن مجید میں اس کا متعدد مقامات پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ لیکن ہم اختصار کے پیش نظر صرف ایک ہی مثال بیان کریں گے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ان المسلمین و المسلمات و المومنین و المومنات و القانتین و القانتات و الصادقین و الصادقات و الصابرین و الصابرات والخاشعین و الخاشعات و المتصدقین و المتصدقات و الصائمین و الصائمات و الحافظین فروجھم و الحافظات و الذاکرین اللّٰہ کثیرا والذاکرات اعداللّٰہ لھم مغفرۃ و اجرا عظیما (الاحزاب:۳۵)

و ماکان لمومن ولا مومنتہ اذاقضی اللّٰہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم و من یعص اللّٰہ و رسولہ فقدضل ضلالاً بعیداہ (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں' ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں' فرماں بردار مردوں اور فرماں بردار عورتوں' سچے مردوں اور سچی عورتوں' صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں'

عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں' خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں' روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں' پاک دامن مردوں اور پاک دامن عورتوں' اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے سامان مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

کسی مومن مرد یا مومن عورت کو جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو انھیں اپنے کام میں کوئی اختیار باقی رکھنے کا حق نہیں پہنچتا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی' وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

علم' کردار' نیکی' سچائی' پاک دامنی' اللہ کی فرماں برداری' صبر' استقامت' لوگوں کی خدمت' ہمدردی' انکسار' تواضع' صدقات و خیرات کا اہتمام' یہ وہ اوصاف ہیں کہ مرد میں پائے جائیں یا عورت میں' اس کے لیے کامیابی و کامرانی اور فوز و فلاح کا باعث بنتے ہیں۔

علم و قابلیت اور صلاحیت و استعداد کی بنا پر جہاں مردوں کے لیے ترقی کے دروازے کھلے ہیں اور انھوں نے ارتقا کی منزلوں کو طے کیا ہے' وہاں پڑھی لکھی اور لائق و عقل مند عورتوں کے لیے بھی ان منازل تک رسائی کے مواقع میسر آئے ہیں اور وہ نہایت کٹھن راستوں پر انتہائی ہمت اور دلیری کے ساتھ قدم زن ہوئی اور منزل مقصود تک پہنچی ہیں۔ بلکہ تاریخ میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ مرد نے ہمت ہار دی اور عورت نے اپنا سفر سعی جاری رکھا تا آنکہ کامیابی سے ہم کنار ہو گئی۔

اسی ہمت' سعی و کوشش اور علم کا نتیجہ ہے کہ مسلمان عورتیں تخت بادشاہت پر فائز ہوئیں' وزارت و سفارت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آئی اور انھوں نے حالات کی روشنی میں سلیقے اور قرینے کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دیے۔

اب تیزی کے ساتھ جہالت کا دور ختم ہو رہا ہے۔ بے علمی کی تاریکی چھٹ رہی ہے اور علم کی روشنی روز بروز چار سو اپنا دامن پھیلا رہی ہے۔

ابتدائے عہد اسلام کی عورت بھی شاعرہ و ادیبہ تھی' مبلغہ تھی' اپنے دور کے تمام مروجہ علوم سے آگاہ تھی۔ آج کی عورت بھی شعر و ادب کا ذوق رکھتی ہے' تصنیف و تالیف کے میدان میں مصروف جہد ہے' اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے کوشاں ہے' وعظ و تقریر میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے' تدریس و تعلیم کے ایوانوں میں اپنی قابلیت کا لوہا منوا رہی ہے' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مختلف شعبوں کی سربراہ ہے' بہت سے محکموں میں ملازم ہے' انجینئر ہے' پائلٹ ہے' ڈاکٹر ہے اور نہایت نازک نوعیت کے آپریشن کرتی ہے۔ سائنس دان ہے' ریاضی دان ہے' اقتصادیات کی ماہر ہے۔ غرض اپنے دور کے مروجہ علوم سے پوری طرح باخبر ہے اور ان کی معلمہ ہے۔

بڑی بڑی تعلیم گاہوں میں وہ مردوں کو بھی پڑھاتی ہے اور عورتوں کو بھی۔ اس کے متعلق کسی قسم کے سوئے ظن میں مبتلا ہونا اور میدان فکر و فن میں اس کے ارتقا کی رفتار کو روکنے کی سعی کرنا اسلامی تعلیم کی روح کے منافی ہے۔

اسلام کی روایات فن و فکر کا آغاز عہد رسالتؐ سے ہوتا ہے اور اسی عہد کو مدار عمل ٹھہرانے کے ہم مکلف ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس عہد کی خواتین علم و فضل کے تمام رائج الوقت گوشوں سے آگاہ تھیں' تفسیر و حدیث' فقہ و تاریخ' فصاحت و بلاغت اور ادب و شعر پر مجتہدانہ نگاہ رکھتی تھیں۔ اس عمل خیر کو موجودہ دور میں بھی ہمیں پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔

یہاں یہ یاد رہے کہ جس طرح بعض معاملات میں بعض مرد کم عقلی کا مظاہرہ کرتے اور اچھی بھلی صورت حال کو بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں' اسی طرح بعض عورتوں سے بھی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں اور بعض غلطیاں سنگین نوعیت کی بھی ہوتی ہیں' لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورت بحیثیت عورت کے کم عقل یا کم فہم ہے اور مرد' مرد ہونے کی بنا پر کامل العقل اور کامل الفہم ہے۔

☆ ★ ☆